بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ + عَسٰی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

روزنامہ

الفضل

ربوہ

ایڈیٹر مسعود احمد دہلوی

فون ۴۴۹

جلد ۷۳ | ہفتہ یکم صفر المظفر ۱۴۰۵ھ ۲۷ اخاء ۱۳۶۳ ہش ۲۷ اکتوبر ۱۹۸۴ء | نمبر ۲۴۴

اخبارِ احمدیہ

حضرت سیدہ امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی ان دنوں لاہور میں بغرض علاج مقیم ہیں۔ طبیعت خدا تعالیٰ کے فضل سے پہلے سے بہتر ہے۔ علاج جاری ہے۔ احباب جماعت حضرت سیدہ ممدوحہ کیلئے بالالتزام دعائیں جاری رکھیں۔ اللہ تعالیٰ حضرت سیدہ صاحبہ کو صحت کاملہ وعاجلہ سے نوازے اور برکتوں سے معمور طویل عمر عطا فرمائے۔ آمین!

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ارشاداتِ عالیہ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود و مہدی معہود بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

خدا اپنے دوستوں کو ضائع نہیں کرتا کیونکہ وہ اُس کے عزیز اور ہاتھ کے پودے ہیں

وہ اُن کو بلندی سے اِس لیے گراتا ہے تاکہ اُن کا خارق عادت طور پر بچ جانا دکھاوے

اُن میں ایک ہیبت بھی ہوتی ہے جو خدا تعالیٰ کی ہیبت سے رنگین ہوتی ہے

"خدا تعالیٰ کے خالص دوستوں کی یہ علامتیں ہیں کہ:۔

- اُن کی تقریر و تحریر میں اللہ جلّ شانہٗ ایک تاثیر رکھ دیتا ہے۔ جو علماءِ ظاہری کی تحریروں تقریروں سے نرالی ہوتی ہے اور اُس میں ایک ہیبت اور عظمت پائی جاتی ہے اور بشرطیکہ حجاب نہ ہو دلوں کو پکڑ لیتی ہے۔
- اُن میں ایک ہیبت بھی ہوتی ہے جو خدا تعالیٰ کی ہیبت سے رنگین ہوتی ہے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ ایک خاص طور پر اُن کے ساتھ ہوتا ہے اور اُن کے چہروں پر عشقِ الٰہی کا ایک نور ہوتا ہے جو شخص اُس کو دیکھ لے اُس پر نارِ جہنم حرام کی جاتی ہے۔ اُن سے ذنب اور خطا بھی صادر ہو سکتا ہے مگر اُن کے دلوں میں ایک آگ ہوتی ہے جو ذنب اور خطا کو بھسم کر دیتی ہے۔ اور اُن کی خطا ٹھہرنے والی چیز نہیں بلکہ اُس چیز کی مانند ہے جو ایک تیز چلنے والے پانی میں بہتی ہوئی چلی جاتی ہے۔ سو اُن کا نکتہ چین ہمیشہ ٹھوکر کھاتا ہے۔
- خدا تعالیٰ اُن کو ضائع نہیں کرتا اور ذلت اور خواری کی مار اُن پر نہیں مارتا کیونکہ وہ اُس کے عزیز اور اُس کے ہاتھ کے پودے ہیں۔ اُن کو اِس لئے بلندی سے نہیں گراتا کہ تا ہلاک کرے بلکہ اِس لئے گراتا ہے کہ تا اُن کا خارق عادت طور پر بچ جانا دکھا دے۔ اُن کو اِس لئے آگ میں دھکا نہیں دیتا تا اُن کو جلا کر خاکستر کر دیوے بلکہ اِس لئے دھکا دیتا ہے تا لوگ دیکھ لیویں کہ پہلے تو آگ تھی مگر اب کیسا خوشنما گلزار ہے۔
- اُن کو موت نہیں دیتا جب تک وہ کام پورا نہ ہو جاوے جس کے لئے وہ بھیجے گئے ہیں اور جب تک پاک دلوں میں اُن کی قبولیت نہ پھیل جائے تب تک البتہ سفرِ آخرت اُن کو پیش نہیں آتا۔
- اُن کے آثارِ خیر باقی رکھے جاتے ہیں اور خدا تعالیٰ کئی پشتوں تک اُن کی اولاد اور اُن کے جانی دوستوں کی اولاد پر خاص طور پر نظرِ رحمت رکھتا ہے اور اُن کا نام دنیا سے نہیں مٹاتا۔" (ازالہ اوہام ص ۴۴۳ تا ۴۴۸ طبع اوّل)

- جماعت احمدیہ کراچی کے جنرل سیکرٹری محترم چوہدری عبدالمجید صاحب نے اطلاع دی ہے کہ ان کی اہلیہ محترمہ کی صحت دن بدن انحطاط پذیر ہے اور ان کو بغرض علاج وچیک اپ ہسپتال میں داخل کروا دیا گیا ہے۔ محترم چوہدری صاحب سلسلہ کے ایک فدائی خادم ہیں۔

قارئین کرام سے ان کے لئے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی اہلیہ محترمہ کو جلد کامل صحت عطا فرماتے ہوئے محترم چوہدری صاحب کی جملہ پریشانیاں دور فرمائے اور مقبول خدمات دینیہ کی توفیق بخشتا رہے۔

(۲) گوجرانوالہ کے ایک مخلص دوست مکرم سعید احمد صاحب قریباً ایک ماہ سے بعارضہ قلب بیمار ہیں۔ قارئین کرام سے ان کی جلد کامل صحت کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

(وکیل المال اوّل تحریک جدید)

- خاکسار ۱۹ دن کے علاج کے بعد سروسز ہسپتال لاہور سے ربوہ واپس آ گیا ہے۔ میرے بازو کے درد کو بہت حد تک خدا کے فضل سے آرام آ گیا ہے۔ مزید صحت کے لئے احباب سے دعا کی درخواست ہے۔

(سید احمد علی شاہ ناظر اصلاح وارشاد)

- ۲۸ اگست ۱۹۸۴ء کو عزیزہ زیب النساء بیگم چوہدری ناصر احمد طیب آف مغلپورہ کو اللہ تعالیٰ نے پہلا فرزند عطا فرمایا ہے۔ حضور

(باقی صفحہ ۵ پر)

جماعت احمدیہ کا ۹۲ واں جلسہ سالانہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی اجازت سے اعلان کیا جاتا ہے کہ امسال جماعت احمدیہ کا ۹۲ واں سالانہ جلسہ ۲۶-۲۷-۲۸ فتح ۱۳۶۳ ہش (دسمبر ۱۹۸۴ء) بروز بدھ، جمعرات جمعہ ربوہ میں منعقد ہوگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ احباب اِس بابرکت جلسہ میں شمولیت کیلئے ابھی سے تیاری شروع کر دیں: (ناظر اصلاح وارشاد)

پبلشر: مسعود احمد، طابع: سید عبدالحیّ، مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ، مقامِ اشاعت روزنامہ الفضل، دارالرحمت غربی ربوہ قیمت ۵۵ پیسے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ

یکم صفر ۱۴۰۵ھ

۲۷ اخاء ۱۳۶۳ ہش

صحیح فراست اور حقائق و دقائق سے بہرہ ور کرنے والا خزانہ

ہم قبل ازیں حضرت اقدس مسیح موعود بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی تحریرات کی رو سے فلاح دارین کے سلسلہ میں تقویٰ کی بنیادی اہمیت اور مرکزی حیثیت کو واضح کرنے کے بعد اس امر پر تفصیل سے روشنی ڈال چکے ہیں کہ تقویٰ جملہ صحف مقدسہ کا خلاصہ، شریعت کا مغز اور اس کی علت غائی نیز ایمان اور اعمالِ صالحہ کے قبول ہونے کی لازمی شرط ہے۔ اس ضمن میں آج ہم خود سیدنا حضرت اقدس کے پُر معارف ارشادات کی رو سے یہ امر ذہن نشین کرانا چاہتے ہیں کہ حضرت اقدس نے صحیح فراست، حقیقی دانش، سچی راحت اور حقائق و معارف سے بہرہ ور کرنے والا خزانہ تقویٰ ہی کو قرار دیا ہے۔ نیز واضح فرمایا ہے کہ تقویٰ ہی فتح و ظفر کی کلید اور محبت و قربِ الٰہی اور حقیقی فلاح کے حصول کا یقینی ذریعہ ہے۔

چنانچہ حضرت اقدس یہ واضح کرتے ہوئے کہ صحیح فراست، حقیقی دانش، سچی راحت اور قرآنی علوم و معارف سے بہرہ ور ہونے کے لئے بھی پہلے تقویٰ حاصل کرنا اور اس کے نور سے منور ہونا ضروری ہے، فرماتے ہیں:۔

(۱) "صحیح فراست اور حقیقی دانش کبھی نصیب نہیں ہو سکتی جب تک تقویٰ میسر نہ ہو۔" (رپورٹ جلسہ سالانہ ۱۸۹۷ء)

(۲) "سچے تقویٰ کے بغیر کوئی راحت اور خوشی مل ہی نہیں سکتی۔" (تقریر ۲۸ دسمبر ۱۸۹۷ء)

(۳) "حقیقت میں روح کی تسلی اور سیری کا سامان اور وہ بات جس سے روح کی حقیقی احتیاج پوری ہوتی ہے قرآن کریم ہی ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ اور دوسری جگہ کہا لَا يَمَسُّهٗٓ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ۔ اس سے مراد وہی متقین ہیں جو هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ میں بیان ہوئے ہیں۔ اس سے صاف طور پر معلوم ہوا کہ قرآنی علوم کے انکشاف کے لئے تقویٰ شرط ہے۔" (تقریر ۲۸ دسمبر ۱۸۹۹ء)

مزید برآں سیدنا حضرت اقدس یہ واضح کرتے ہوئے کہ اللہ تعالیٰ کی محبت اور اس کا قرب جو فلاح دارین کے حصول پر دلالت کرتا ہے بجز تقویٰ کے اور کسی راہ سے انسان کو میسر نہیں آسکتا۔ فرماتے ہیں:۔

(۱) "یاد رکھو کہ یہ تقویٰ بڑی چیز ہے۔ خوارق کا ظہور بھی تقویٰ ہی سے ہوتا ہے۔ اور اگر خوارق نہ بھی ہوں پھر بھی تقویٰ سے عظمت ملتی ہے۔ تقویٰ ایک ایسی دولت ہے کہ اس کے حاصل ہونے سے انسان خدا تعالیٰ کی محبت میں فنا ہو کر نقشِ وجود مٹا سکتا ہے۔" (الحکم ۲۴ ستمبر ۱۹۰۱ء)

(۲) "جب تک خدا تعالیٰ کا قرب حاصل نہ ہو کچھ نہیں ملتا اور خدا سے قریب کرنے والی بات صرف تقویٰ ہے۔ سچی آواز سننے کے لئے متقی بننا چاہیئے۔" (الحکم ۳۱ مارچ ۱۹۰۲ء)

(۳) "ہم کو ہر حال میں وہ کرنا چاہیئے جس سے ہماری فلاح ہو۔ اللہ کسی کا اجارہ دار نہیں۔ وہ خاص تقویٰ کو چاہتا ہے۔ جو تقویٰ کرے گا وہ مقامِ اعلیٰ کو پہنچے گا۔" (رپورٹ جلسہ سالانہ ۱۸۹۷ء)

(۴) "انسان جب متقی ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے اور اس کے غیر میں فرقان رکھ دیتا ہے۔ اور پھر اس کو ہر تنگی سے نجات دیتا ہے، نہ صرف نجات بلکہ يَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ۔ پس یاد رکھو جو خدا تعالیٰ سے ڈرتا ہے خدا تعالیٰ اس کو مشکلات سے رہائی دیتا ہے اور انعام و اکرام بھی کرتا ہے (یعنی فلاح سے نوازتا ہے)" (الحکم ۱۷ جنوری ۱۹۰۳ء)

(۵) "آدم سے لے کر آج تک کسی کو تقویٰ کے سوا فتح نہیں ہوئی۔ فتح کی کنجی خدا کے ہاتھ میں ہے۔ فتح صرف اس کو ہو سکتی ہے جس کا بحر تقویٰ میں سب سے بڑھ کر ہو۔ تقویٰ کا پودا قائم ہو جائے تو اس کے ساتھ زمین و آسمان اُلٹ سکتے ہیں۔" (الحکم ۱۷ ستمبر ۱۹۰۱ء)

تقویٰ کی اس عظیم الشان اہمیت کے پیشِ نظر تمام مجد و شرف اور بزرگی و

(باقی دیکھیں ص۷ پر)

محترم مولانا محمد صدیق صاحب امرتسری مرحوم کی یاد میں

عاشقِ دلفگار تھا نہ رہا
اک دلِ بیقرار تھا نہ رہا

نام صدیق قول کا صادق
اک صداقت شعار تھا نہ رہا

اک ادیب و مصنف و شاعر
اک حقیقت نگار تھا نہ رہا

تھی فصاحت کلام میں اُسکے
اک سلاست نگار تھا نہ رہا

کتنی دلکش تھیں اسکی منظومات
شاعرِ نامدار تھا نہ رہا

احمدیت کے گیت گاتا تھا
نغمہ سنجِ بہار تھا نہ رہا

نیک دل مثلِ کودکِ معصوم
اک عبادت گزار تھا نہ رہا

دُور تھی اُس سے اُلفتِ دنیا
محوِ دیدارِ یار تھا نہ رہا

سب پہ روشن تھیں خوبیاں اسکی
ہمہ تن انکسار تھا نہ رہا

بخشش و رحمتِ الٰہی کا
ایک اُمیدوار تھا نہ رہا

فیضِ ساقی سے تھا وہ مستِ الست
میکش و بادہ خوار تھا نہ رہا

تھا غلامِ محمدِ عربی
مصطفےٰ پر نثار تھا نہ رہا

یادِ حق میں تھا دل گداز اُس کا
دیدۂ اشکبار تھا نہ رہا

تھا مجسم دعا وہ مردِ کریم
سب کا وہ غمگسار تھا نہ رہا

خدمتِ دیں میں گزری عمر تمام
کس قدر کامگار تھا نہ رہا

ہوا آخر غریقِ بحرِ عدم
نقشِ ناپائیدار تھا نہ رہا

موت سے کس کو ہے مفر یارو
دوست تھا غمگسار تھا نہ رہا

جنتی تھا وہ مردِ نیک انجام
رب کا خدمتگزار تھا نہ رہا

وجہِ راحت تھا جیسے ٹھنڈی چھاؤں
شجرِ سایہ دار تھا نہ رہا

ہر ادا اُس کی ہے نظر میں سلیم
ایک اُلفت شعار تھا نہ رہا

سلیم احمد ربوہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اعجاز القرآن

قسط نمبر ۲

ع "قمر ہے چاند اوروں کا ہمارا چاند قرآں ہے"

قرآن ایک کامل اور بے مثال کلام

مکرم قریشی عبدالحلیم صاحب شرر، دارالرحمت غربی ربوہ

قرآن کریم خدائے بزرگ و برتر۔ قادر و توانا اور علیم و حکیم کا وہ اعلیٰ و ارفع کلام ہے جو تمام خوبیوں کا جامع اور تمام علوم کا سرچشمہ ہے۔ قرآن کریم کو اللہ تعالیٰ نے ایک کامل اور بے مثل کلام کے طور پر اس طرح پیش کیا جس طرح خود اس کی ذات لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ بے مثل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے نوع انسانی کی راہنمائی اور رشد و ہدایت کے لئے قرآن کریم کو ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ۝ کی آیتہ کریمہ میں ایک کامل ترین کتاب اور ہدایت کی صورت میں پیش کیا۔ اس کی عظمت اور اس کا جلال انسانی فطرت کو مقناطیسی قوت کی طرح اپنی طرف کھینچتے ہیں۔

قرآن کریم لفظی اور معنوی۔ ظاہری اور باطنی۔ دنیوی اور روحانی ہر قسم کے کمالات کا ایک ایسا شاندار مجموعہ ہے جس کی نظیر لانا انسان ضعیف و ناتواں کی طاقت و استطاعت سے باہر ہے ہر زمانہ کے انسان کی عقل۔ علم۔ فہم، سائنس، فلسفہ غور و فکر اور تدبر قرآن کریم جیسا کلام اور اس جیسے دلنشیں معارف پیش کرنے سے قاصر اور عاجز ہے۔ اور قرآن کریم کا ہر لحاظ سے بے مثل ہونا ہی اعجاز القرآن کہلاتا ہے۔

بے مثل کلام ہونے کا اعجاز:

خدا تعالیٰ نے ہمارے آقا و مولا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قلب مطہر پر جب حضرت جبرائیل علیہ السلام کے ذریعہ قرآن کریم کو نازل فرمایا۔ تو مشرکین عرب اور منکرین حق نے اس بے مثل کلام کے آپؐ پر نزول کو انتہائی تعجب کی نگاہ سے دیکھا اور پھر اس پُر حکمت و پُر معارف کلام الٰہی کی خوبیوں اور اعلیٰ محاسن نے منکرین قرآن کریم کی عقلوں کو اس حد تک عاجز کر دیا کہ وہ انتہائی بے بسی کے عالم میں اس بے مثل کلام اور حامل قرآن نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق انکار اور ہٹ دھرمی کی بناء پر بہت سی لایعنی اور بیہودہ باتوں کا اظہار کرنے لگے۔ کبھی قرآن کریم کو اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ۝ (سبا: ۴۴) قرار دیتے اور کبھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اِنَّ هٰذَا لَسٰحِرٌ مُّبِيْنٌ (یونس: ۲) ایک جادوگر پکارنا شروع کر دیتے لیکن منکرین کلام الٰہی کی یہ روش کوئی نئی نہ تھی۔ اس سے قبل بھی جب مقدس انبیاء علیہم السلام نے خدا کے کلام کو پیش کیا تو منکرین حق نے ان کو ہمیشہ ساحر اور مجنون ہی کے لقب سے پکارا۔

جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قرآن جیسا بے مثل کلام مشرکین کے سامنے پیش کیا تو انھوں نے بھی آپؐ کو نعوذ باللہ مجنون ہی قرار دیا۔ ان کا قول قرآن کریم میں یوں مذکور ہے:۔

"وَقَالُوْا يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْ نُزِّلَ عَلَيْهِ الذِّكْرُ اِنَّكَ لَمَجْنُوْنٌ ۝"

(الحجر: ۶)

یعنی انھوں نے کہا اے وہ شخص جس پر یہ ذکر اتارا گیا ہے تو یقیناً دیوانہ ہے۔

عرب کے فصحاء جو شعر و شاعری اور ادب کا اعلیٰ ذوق رکھتے تھے۔ قرآن کریم کے فصیح و بلیغ کلام کو سن کر اس حد تک عاجز ہو جاتے کہ ان کی عقل ان کا ساتھ چھوڑ جاتی۔ چنانچہ کبھی وہ قرآن کو پریشان خوابوں کا نام دیتے۔ کبھی اسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی من گھڑت باتیں قرار دیتے اور کبھی آپؐ کو شاعر کہنا شروع کر دیتے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کے قول کو یوں فرمایا ہے:۔

"بَلْ قَالُوْٓا اَضْغَاثُ اَحْلَامٍۭ بَلِ افْتَرٰىهُ بَلْ هُوَ شَاعِرٌ ۝"

(الانبیاء: ۵)

بلکہ انھوں نے تو یہاں تک کہہ دیا کہ یہ کلام تو پریشان خوابیں ہیں بلکہ اس نے خود یہ باتیں اپنے پاس سے گھڑ لی ہیں۔ بلکہ وہ تو ایک شاعر ہے۔

اور پھر اپنی قوم کو قرآن کریم کی ساحرانہ تاثیر سے بچانے کے لئے یوں کہنے لگ جاتے:۔

"وَيَقُوْلُوْنَ اَئِنَّا لَتَارِكُوْٓا اٰلِهَتِنَا لِشَاعِرٍ مَّجْنُوْنٍ ۝"

(الصّٰفّٰت: ۳۶)

اور وہ کہتے کہ کیا ہم اپنے معبودوں کو ایک شاعر کے کہنے پر چھوڑ دیں

اور کبھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق قوم کو یہ یقین دلانے کی کوشش کرتے کہ اِنْ هُوَ رَجُلٌ بِهٖ جِنَّةٌ فَتَرَبَّصُوْا بِهٖ حَتّٰى حِيْنٍ ۝

(المومنون: ۲۵) اسی طرح قرآن کریم کو اساطیر الاولین۔ کہہ کر پچھلی کہانیاں ہیں۔ کہہ کر حق و صداقت سے برگشتہ کرنے کی کوشش کرتے اور کبھی اس کلام بے مثل کو شیطان کی باتیں اور کبھی رسول کریمؐ کو کاہن پکارنا شروع کر دیتے۔

مشرکین عرب اور منکرین قرآن کی ان خرافات کی تردید:

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں مشرکین عرب اور منکرین قرآن کی ان تمام غلط اور بے ہودہ خرافات کی تردید کر کے اس بے مثل کلام پاک کو ان تمام خرافات سے پاک۔ بلند اور اعلیٰ تر کلام الٰہی قرار دیا۔ چنانچہ فرمایا:۔

"وَمَا هُوَ بِقَوْلِ شَاعِرٍ"

(الحاقّۃ: ۴۱)

یہ قرآن کسی شاعر کا کلام نہیں

"وَمَا عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنْۢبَغِيْ لَهٗ ۭ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ وَّقُرْاٰنٌ مُّبِيْنٌ ۝" یٰسٓ: ۶)

اور نہ ہی ہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شعر سکھائے اور نہ یہ کام آپؐ کی شان کے مطابق تھا بلکہ یہ قرآن تو ایک نصیحت ہے۔ اور بار بار پڑھے جانے والی کتاب مبین ہے۔

اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مجنون اور کاہن ہونے کی تردید کرتے ہوئے فرمایا:۔

(۱) "وَمَا صَاحِبُكُمْ بِمَجْنُوْنٍ ۝"

(التکویر: ۲۲)

(۲) "فَمَآ اَنْتَ بِنِعْمَتِ رَبِّكَ بِكَاهِنٍ وَّلَا مَجْنُوْنٍ ۝"

(الطّور: ۳۰)

کہ نبی کریمؐ نہ تو کوئی کاہن ہیں اور نہ مجنون اور نہ ہی یہ کلام کسی کاہن اور مجنون کا کلام۔

چنانچہ آیتہ کریمہ "اَمْ يَقُوْلُوْنَ بِهٖ جِنَّةٌ ۭ بَلْ جَاۗءَهُمْ بِالْحَقِّ" (المومنون: ۷۰) کے ذریعہ آپؐ پر کسی جن کے اثر کی تردید فرما کر قرآن کریم کو حق و صداقت پر مبنی کلام قرار دیا اور مشرکین کے اس اعتراض کی بھی تردید فرمائی کہ قرآن نعوذ باللہ شیطان کا کلام ہے۔ چنانچہ فرمایا:۔

"وَمَا هُوَ بِقَوْلِ شَيْطٰنٍ رَّجِيْمٍ ۝" (التکویر: ۲۶)

یہ کلام بارگاہ رب العزت سے دھتکارے ہوئے شیطان کا کلام نہیں۔

"وَمَا تَنَزَّلَتْ بِهِ الشَّيٰطِيْنُ وَمَا يَنْۢبَغِيْ لَهُمْ وَمَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ۝"

(الشعراء: ۲۱۱، ۲۱۲)

اور شیطان اس کلام کو لے کر نازل نہیں ہوتے اور نہ ہی یہ کام ان کے مطابق حال تھا اور نہ وہ اس کی طاقت رکھتے تھے۔ بلکہ اِنَّهُمْ عَنِ السَّمْعِ لَمَعْزُوْلُوْنَ ۝ وہ یقیناً اس کلام کے سننے سے دور رکھے گئے ہیں۔ قرآن کی عظیم الشان تاثیر ہیبت و جلال کے آگے شیاطین راکھ کے ڈھیر کی مانند ہو جاتے ہیں۔

قرآن کریم کا کلام الٰہی ہونا اور نبی کریمؐ پر اس کا نزول:

جب سے مذاہب کا سلسلہ شروع ہوا ہے زمانہ کی ضروریات اور حالات کے مطابق کتب مقدسہ نازل کی گئیں۔ لیکن رفتہ رفتہ ان کتب مقدسہ میں تحریف ہونی شروع ہوئی اور اب وہ کتب کامل طور پر کلام الٰہی قرار نہیں دی جا سکتیں۔ تمام کتب مقدسہ میں سے یہ اعجاز بھی قرآن حکیم کو حاصل ہے کہ یہ کتاب مکمل طور پر کلام الٰہی پر مشتمل ہے۔ دنیا کی اور کوئی کتاب حتیٰ کہ تورات۔ زبور اور انجیل اس دعویٰ کی حامل نہیں اور نہ اس حقیقت پر پوری اترتی ہیں۔ بیشک ان کتب کا نزول بھی خدا تعالیٰ کی طرف سے ہی ہوا مگر حاملین تورات، زبور اور انجیل

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نے ان کے اندر اس قدر تبدیلی کر دی کہ انھیں کسی بھی لحاظ سے مکمل طور پر کلام الٰہی قرار نہیں دیا جا سکتا۔ ناقص العقل اور ضعیف انسانی ہاتھوں نے وقت کے ساتھ ساتھ تورات، زبور اور انجیل کو ان کے حقیقی حُسن سے محروم کر دیا۔

قرآن کریم نے یہ دعویٰ پیش کیا کہ یہ کلام الٰہی ہے جسے اللہ نے اپنے مقدس ترین رسول حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اتارا۔ چنانچہ فرمایا:۔

"خدا تعالیٰ نے اس کتاب (قرآن کریم) کو تجھ پر حق کے ساتھ اتارا"

پھر منکرین قرآن کے اعتراضات کے ازالہ کے لئے فرمایا کہ:۔

"یہ قرآن نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر خدائے حکیم و علیم کی جانب سے ہی نازل کیا جاتا ہے۔ (النمل)

افتراء کا الزام اور اس کی تردید:

مذکورہ بالا حقائق کے باوجود بعض منکرین حق قرآن کریم کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خود ساختہ اور من گھڑت کلام قرار دیتے جو ان کی جہالت کا ثبوت تھا۔ چنانچہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے:۔

"قَالُوْٓا اِنَّمَآ اَنْتَ مُفْتَرٍ ۭ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ"

(النحل: ۱۰۲)

مخالفین کہتے ہیں کہ تو مفتری ہے بلکہ ان میں سے اکثر علم نہیں رکھتے۔

ان الفاظ میں وہ قوم کو قرآن کریم کے اثر سے محفوظ رکھنے کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر افتراء کا الزام لگاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے اس الزام کی تردید فرمائی اور فرمایا کہ یہ قرآن نبی اکرمؐ کا خود ساختہ کلام نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کا کلام ہے جو دلائل حقہ کے ساتھ آپ پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل کیا گیا۔ کسی انسان کی استطاعت نہیں کہ ایسا کلام بنا سکے۔ کروڑوں سال گزر گئے اور گزر جائیں گے پھر اس فانی دنیا کی صف لپیٹ دی جائے گی لیکن انسان کی حسرتیں اس کے دل میں ہی دم توڑ دیں گی اور آخر اس کو اس عظیم الشان کلام کے سامنے اپنا سر جھکانا پڑے گا۔ کیوں؟ اس لئے کہ یہ اس مقدس ذات کا مکمل کلام ہے جو خود اپنی ذات میں بے مثل و مانند ہے۔ چنانچہ منکرین کو مخاطب کر کے فرمایا:۔

"اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ۚ بَلْ هُوَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ"

(السجدۃ: ۴)

یعنی۔ کیا وہ کہتے ہیں کہ اس نے یہ قرآن اپنی طرف سے بنا لیا ہے نہیں بلکہ یہ تیرے رب کی طرف سے نازل ہونے والی کتاب ہے اور حق و صداقت والی ہے۔

قرآن کریم نے انتہائی شد و مد کے ساتھ اس امر کی بھی تردید کی ہے کہ یہ آنحضرتؐ کا خود ساختہ کلام ہے۔ بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے جو اس نے آپؐ کے قلب مطہر پر بذریعہ وحی نازل فرمایا اور کسی انسان میں یہ طاقت نہیں کہ قرآن کریم جیسا کلام بنا سکے۔ چنانچہ فرمایا:۔

(ترجمہ) "اس قرآن کا خدا تعالیٰ کے سوا (کسی اور) کی طرف سے جھوٹے طور پر بنا لیا جانا (ممکن ہی) نہیں ہو سکتا۔ بلکہ یہ تو اس کلام الٰہی کی تصدیق کرتا ہے جو اس سے پہلے (موجود) ہے اور کتاب (الٰہی) میں جو کچھ پایا جانا چاہیئے اس) کی تفصیل بیان کرتا ہے اور اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ یہ تمام جہانوں کے رب کی طرف سے ہے۔ کیا وہ کہتے ہیں کہ اس شخص نے اپنی طرف سے گھڑ لیا ہے۔ تو انھیں کہہ دے کہ اگر تم اس بیان میں سچے ہو تو اس کی سورتوں جیسی کوئی ایک ہی سورۃ لے آؤ اور اللہ کے سوا جس کسی کو بھی بلانے کی تمہیں طاقت ہو اپنی مدد کے لئے بلا لو۔"

(یونس: ۳۸-۳۹)

اگر یہ عظیم الشان کلام جو دلوں میں گھر کر جانے والا اور اندھیروں کو روشنی میں بدلنے والا ہے اگر ایک بے کس و بے سہارا اُمیؐ نے اپنی طرف سے گھڑ لیا ہے۔ تو تمہارے پاس تو وہ عالم و فاضل بڑے بڑے مفکر موجود ہیں جن کو تم ابوالحکم کا نام دیتے ہو جو بعد میں جہالت کے باپ کے نام سے مشہور ہوئے۔ ان کو تو چاہیئے تھا اگر یہ انسانی کام ہے تو وہ بیشمار قرآن لکھ لیتے اور اپنی مدد کے لئے ساتھیوں کو بلاتے مگر وہ حسرتیں لئے اس دنیا سے رخصت ہوئے اور ہوتے رہیں گے۔ اس کے لئے کوئی قید نہیں جب چاہو خواہ تم ترقیات کی بلندیوں پر پہنچ جاؤ تو مقابل پر آؤ مگر تم نہیں آسکو گے کیوں؟ اس لئے کہ تم میں اس کی طاقت نہیں۔"

عظیم الشان چیلنج:

قرآن کریم میں قریباً پانچ مقامات پر یہ دعویٰ پیش کیا گیا ہے کہ قرآن کریم کامل طور پر خدا تعالیٰ کا کلام ہے۔ کسی انسان کا کلام نہیں۔ نہ ہی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے بنایا ہے اور کوئی انسان اس جیسا کلام نہیں بنا سکتا اور انسان کا اس کی مثل نہ بنا سکنا ہی اس بات کا کامل ثبوت ہے کہ یہ کسی انسان کا کلام نہیں بلکہ خدائے علیم و حکیم کا کلام ہے چنانچہ سورۃ البقرہ میں فرمایا:۔

(ترجمہ) اگر تمہیں اس کلام میں کوئی شک ہے جو ہم نے اپنے بندے پر اتارا ہے تو اس جیسی کوئی سورۃ تم بھی لے آؤ اور اللہ کے سوا اپنے مددگاروں کو بلا لو۔ اگر تم سچے ہو۔ پس اگر تم ایسا نہ کر سکو بلکہ ایسا ہرگز نہیں کر سکو گے تو اس آگ سے بچو جس کا ایندھن لوگ اور پتھر ہیں اور جو کافروں کے لئے بھڑکائی گئی ہے۔"

سورۃ ھود میں فرمایا:۔

"قُلْ فَاْتُوْا بِعَشْرِ سُوَرٍ مِّثْلِهٖ"

تو کہہ دے کہ تم اس جیسی دس سورتیں بنا لاؤ۔

پھر ایک اور آیت میں فرمایا:۔

"فَاِلَّمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَكُمْ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَآ اُنْزِلَ بِعِلْمِ اللّٰهِ....."

(سورہ ھود: ۱۴-۱۵)

سورہ بنی اسرائیل میں فرمایا:۔

"قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰٓي اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا ۝"

(بنی اسرائیل ۸۹)

کہ تو کہہ اگر تمام انسان اور جن اس کی نظیر لانے کے لئے جمع ہو جائیں تو پھر بھی وہ اس کی نظیر نہ لا سکیں گے۔ خواہ وہ ایک دوسرے کے مددگار ہی کیوں نہ ہوں۔

مذکورہ بالا آیات قرآنیہ میں یہ عظیم الشان چیلنج پیش کیا گیا ہے کہ تمام جن و انس مل کر بھی قرآن کریم جیسی کتاب بنانے کی طاقت نہیں رکھتے۔ قرآن کا یہ عظیم چیلنج آج بھی برقرار ہے۔ ہر زمانے کے انسانوں اور علماء خواہ وہ محلات میں رہنے والے دنیاوی بادشاہ ہوں یا علم و فضل کا دعویٰ کرنے والے علماء ہوں یا مشرق کے فلاسفر اور مفکر ہوں۔ خواہ مغرب میں بسیرا کرنے والے سائنس دان، امیر ہوں یا غریب ہر خاص و عام کے لئے کھلا چیلنج ہے کہ کوشش کے باوجود وہ اور ان کے ہمنوا اس بات کی طاقت نہیں رکھتے کہ قرآن جیسی کوئی کتاب قرآن کریم جیسی دس سورتیں بلکہ قرآن کریم جیسی کوئی ایک سورۃ بنا کر دکھا دو جس میں حسن کلام ہو۔ جو قرآنی سورتوں میں ہے جس کے الفاظ قرآن میں ہیں اور جس میں وہ معانی و معارف ہوں جو قرآن کریم کے ایک ایک لفظ، ایک ایک آیت اور ہر ایک سورۃ میں ہیں۔ خدائے قادر و توانا کے اس عظیم الشان چیلنج کو قبول کرنے کی کس انسان میں جرأت ہے؟ کتنا پیارا اور احسن انداز ہے کوئی جبر اور زبردستی کرکے نہیں بلکہ بالکل آزاد چھوڑ کر طبع آزمائی کا موقع فراہم کیا ہے (سبحان اللہ)

لَا يَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ اور لَنْ تَفْعَلُوْا کے خدائی الفاظ اس امر کی شہادت دے رہے ہیں کہ دنیا کا کوئی انسان بلکہ دنیا کے تمام انسان بھی مل کر قرآن کریم کی مثل نہیں بنا سکتے۔ آج تک اس چیلنج کو نہ کسی انسان نے قبول کیا ہے اور نہ کر سکتا ہے۔

قرآنی علوم و معارف کا عظیم الشان اعجاز

قرآن کریم علوم و معارف کا ایک عظیم الشان خزانہ ہے جو

"وَاِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا عِنْدَنَا خَزَاۗىِٕنُهٗ ۡ وَمَا نُنَزِّلُهٗٓ اِلَّا بِقَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ"

(الحجر ۲۲)

کے مطابق خدا تعالیٰ نے اس پر حکمت کلام کی حکمتوں کے ذریعہ ہر زمانہ کے لوگوں کی رہنمائی کی اور قیامت تک یہ خزانے انسانی روحوں کو مالا مال کرتے رہیں گے۔ قرآن کریم معرفت کے ہر نکتہ کو حکمت کے موتیوں سے بیان فرماتا ہے جس راہ اور منزل کا پتہ پوچھو اپنے نرالے انداز بیان سے رہنمائی فرمائے گا۔ کبھی اس فانی دنیا کی پر حکمت باتیں بیان کرتا ہے اور کبھی ابدی جنت کی خوشخبریاں کانوں میں رس گھولتی ہیں۔

قرآن کریم کا اعجاز لفظی

دنیا کی تمام کتب میں سے قرآن کریم ہی وہ واحد کتاب ہے جو اعجاز لفظی کی بھی حامل ہے۔ قرآن کریم کا ایک ایک لفظ حسین اور چمکدار موتی کی طرح ہے جسے صانع قدرت نے کہکشاں کے ستاروں کی طرح صحیفۂ قدرت پر مرصع کیا ہے۔ ہر لفظ اپنی جگہ پر خدا تعالیٰ کے بہترین انتخاب کا مظہر ہے۔ ہر لفظ دوسرے سے مربوط

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہر آیت دوسری آیت سے اور ہر سورۃ دوسری سورۃ سے ایک گہرا تعلق رکھتی ہے ہر لفظ کے جو ممکن معنی لغت عرب میں پائے جاتے ہیں وہ کسی نہ کسی رنگ میں نئے سے نئے مطلب کو ظاہر کرتے ہیں قرآن کریم کی کوئی زیر، کوئی زبر اور کوئی پیش اور کوئی حرکت بے معنی نہیں۔ ہر حرکت اپنے مقام پر مخصوص معانی کی حامل ہے قرآن کریم کے الفاظ اور آیات کی ترتیب تمام قرآن کی طرح الہامی ہے۔ الفاظ و آیات کی ترتیب بھی ایک انوکھا حسن ہے اور یُفَسِّرُ بَعْضُهٗ بَعْضًا۔ اور آیات ایک دوسرے کی اس احسن پیرایہ میں تفسیر و تشریح کرتی ہیں کہ قاری کے ذہن میں پیدا ہونے والی تشنگی خود بخود مٹتی چلی جاتی ہے اور اس پر مزید یہ کہ الفاظ قرآن کی حفاظت کی ذمہ داری بھی خدا تعالیٰ نے اپنے ذمہ لی ہے۔ چنانچہ فرمایا:-

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَ اِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ۔

کہ ہم نے اس ذکر کو اتارا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کے ذمہ دار ہیں۔

کہ اس میں کبھی بھی کوئی تبدیلی کوئی انسانی آنکھ نہ دیکھے گی اور یہ بھی قرآن کریم کا عظیم الشان اعجاز ہے کہ جو اس کتاب کا نازل کرنے والا ہے وہی اس کتاب کی حفاظت کا بھی ذمہ دار ہے اور اسی بناء پر قرآن کریم آج بھی وہی ہے جو چودہ صدیاں قبل نازل ہوا تھا ایک ایک لفظ اور ایک ایک شعشہ بھی وہی ہے اس میں کوئی تبدیلی بھی نہیں آئی۔

قرآن کریم کا صوتی اعجاز

قرآن کریم کے مقدس الفاظ کے اندر اللہ تعالیٰ نے ایک خارق عادت معجزانہ تاثیر رکھی ہے ایسے مقدس سُر رکھے ہیں جن کا تعلق دل کی گہرائیوں سے وابستہ ہے وہ خوش رنگ نغمے دل کی دنیا کو روشن کر دیتے ہیں اور آنکھ آنسوؤں سے اس کے پُر تقدس نغموں کا اظہار کرتی ہے اور یہ آنسو آسمانی موتی اور لعل بن جاتے ہیں الفاظ کی بندش اور آیات کی ترتیب اس قدر دلآویز ہے کہ دل کی گہرائیوں میں اتر کر روح انسانی کو مسحور کر دیتی ہے۔ وہ کیسا واقعہ تھا جو عرب کی مقدس سرزمین میں رُونما ہوا۔ وہ کیا شے تھی جس نے دل کی اندھیری کوٹھڑیوں کو ہمیشہ کی روشنی عطا کی۔ کیا نام دوں اس کو۔ کون سی دوا تھی جس نے برسوں کے بیماروں کو زندہ کر دیا۔ خزاں رسیدہ چہرے صدا بہار پھولوں کی طرح کھل اُٹھے۔ دشمنیاں دوستی میں اور نفرتیں محبت میں بدل گئیں۔ یہ قرآن کریم کا صوتی اعجاز ہی تھا۔ ہزاروں عرب ایسے تھے جنہوں نے قرآن کو سنا اور صوتی اعجاز کا شکار ہو گئے اور عاشق قرآن بن گئے حضرت عثمانؓ بن مظعون حضرت خالدؓ بن عتبہ اور حضرت طفیلؓ بن عمرو ان صحابہؓ میں سے ہیں جنہوں نے قرآن کریم کی چند آیات سنیں اور دین حق قبول کر لیا۔ حضرت ابوبکرؓ صدیق خلیفہ اوّل قرآن کریم اس قدر خوش الحانی اور درد سے پڑھتے کہ مکہ کی عورتیں اور بچے آپؓ کے گرد اکٹھے ہو جاتے اور کمال توجہ کے ساتھ آپ کی تلاوت سنتے۔ عمائدین قریش نے قرآن کریم کے صوتی اعجاز سے ڈر کر آپؓ کو کھلے عام تلاوت قرآن سے روکنے کی کوشش بھی کی۔ بہت سے ایسے لوگ تھے جنہوں نے حضور اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قرآن کریم سنا تو ان کی آنکھوں سے آنسو بہہ پڑے۔ حق و صداقت کی روشنی ان کے دلوں میں چمک اٹھی اور ان کی روح بے اختیار ہو کر "رَبَّنَآ اٰمَنَّا" کا نعرہ لگانے پر مجبور ہو گئی۔ چنانچہ ان کی اس حالت کا نقشہ اللہ تعالیٰ نے اس طرح بیان فرمایا ہے:-

وَاِذَا سَمِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَى الرَّسُوْلِ تَرٰٓى اَعْيُنَهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ مِمَّا عَرَفُوْا مِنَ الْحَقِّ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ۔ (المائدہ ۸۴)

حضرت عمرؓ خلیفہ دوم کا دین حق کو قبول کرنے کا واقعہ تاریخوں میں موجود ہے آپؓ دین حق کے سخت ترین دشمن تھے اور گھر سے (نعوذ باللہ) حق کو مٹانے کے لئے تلوار لے کر نکلے۔ مگر یہ قرآن کا عظیم الشان صوتی اعجاز تھا جس نے آپؓ کے دل پر روشنی اور حق و صداقت کا اثر ڈال کر آپ کو دین حق کا خادم عاشق رسولؐ اور عاشق قرآن بنا دیا جس درخت کو وہ کاٹنے نکلے تھے اسی درخت کو پھر اپنے خون سے سیراب کیا۔ قرآن کریم کا صوتی اعجاز اس قدر پُر تاثیر تھا کہ فصحائے عرب اسے جادو اور سحر کہنے پر مجبور ہو گئے۔ چنانچہ جرمن فلاسفر جان ریسک لکھتا ہے کہ

"جب منکر پیغمبرؐ کی زبان سے قرآن سنتے تو بے تاب ہو کر سجدہ میں گر جاتے اور دین حق قبول کر لیتے"

قرآن کریم کا یہ صوتی اعجاز جب سعید روحوں کو اپنی طرف کھینچ رہا تھا تو عمائدین قریش نے عاجز آ کر اپنی قوم کو کہنا شروع کر دیا کہ

لَا تَسْمَعُوْا لِهٰذَا الْقُرْاٰنِ وَالْغَوْا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ تَغْلِبُوْنَ۔ (حٰمٓ سجدہ ۲۷)

کہ اس قرآن کی تعلیم کو مت سنو اور اس کے سنانے کے وقت شور مچاؤ تا تم غالب آؤ۔

لیکن نور خدا کو بجھانا ان کی مقدرت سے باہر تھا۔ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ۝ اللہ تعالیٰ اپنے نور کو پھیلانے کا فیصلہ کر چکا تھا۔ حق آ چکا تھا اور باطل کو دنیا سے یقیناً رخصت ہونا تھا۔

(جاری ہے)

میری اہلیہ محترمہ رسول بی بی

خاکسار کی اہلیہ محترمہ رسول بی بی صاحبہ ۶۶ سال کی عمر میں اچانک حرکت قلب بند ہو جانے کے باعث ۳۱ اگست ۱۹۸۴ء بروز جمعۃ المبارک وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ۵ ستمبر کو بعد نماز ظہر از راہ کرم نماز جنازہ پڑھائی اور خاکسار سے اور اولاد سے تعزیت فرمائی تدفین اسی روز احمدیہ قبرستان بروک وڈ عمل میں آئی۔

مرحومہ بہت سی خوبیوں کی مالک تھی باوجود دنیوی تعلیم نہ ہونے کے ذہانت اور شعور کمال درجہ کا حاصل تھا۔ خاکسار نے جب ۱۹۳۹ء میں ایک خواب کی بنا پر سلسلہ عالیہ احمدیہ میں شمولیت کی۔ تو اسے بھی ایسا کرنے کو کہا۔ کہنے لگی۔ کہ یہ دینی معاملہ ہے جب تک میں خود تحقیق نہ کر لوں۔ بیعت کیسے کر دوں۔ چنانچہ ۱۹۴۴ء میں خود قادیان جا کر ہر طرح سے تسلی کر لینے کے بعد بیعت سے مشرف ہوئیں اور آخری دم تک صدق سے اس پر قائم رہیں۔

عبادت گزار اور سفر و حضر میں تسبیح و تحمید اور درود شریف کا ورد کرتی رہتی فریضہ حج کی ادائیگی سے بھی سعادت یافتہ تھی۔ زندگی نہایت سادہ، تکلفات سے مبرّا گزاری۔ کفایت شعاری اور پس اندازی کا علم خاکسار کو صرف لڑکیوں کی شادی کے موقعہ پر ہی ہوتا۔ اقربا اور غربا پرور تھی۔ حافظہ ایسا تیز کہ ایک دفعہ کی کہی سنی بات کبھی نہ بھولتی۔ بہت ہی ملنسار اور دل کی حلیم تھی اور اپنی ظرافت طبع کے باعث ہر دلعزیز اور لجنہ اماء اللہ کی مجلسوں کی روح رواں تھی۔ گو ذیابیطس کی بیماری کے باعث گزشتہ چند سال سے طبیعت میں وہ شگفتگی نہ رہی تھی۔

تعمیر بیوت اللہ اور تعمیر مراکز میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتی۔ مرنے سے صرف ہفتہ عشرہ قبل اپنی ہم راز سہیلی مسز طیبہ کریم سے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں تعمیر مراکز فنڈ میں یکصد پاؤنڈ بھیجتے ہوئے اس دعا کی درخواست کی کہ خدا تعالیٰ مجھے کسی کا محتاج نہ کرے اور چلتے پھرتے بلا لیوے۔ خدا کی شان الاحظہ کیجئے۔ قبولیت دعا کا کرشمہ۔ صرف اتنا کہا۔ "سلطان احمد! سینے میں کچھ درد اٹھا ہے بہتر ہے۔ ایمبولنس کو بلاؤ"

خود اٹھ کر چارپائی سامنے والی پر جا کر لیٹ گئی۔ اور آنکھیں اور منہ بند کر لیا۔ چند منٹ بعد۔

"انکھو امی ایمبولنس آ گئی ہے"

بھلا وہ کیسے اٹھتی۔ خدا جانے کتنے منٹ پہلے ہی وہ اللہ میاں کو پیاری ہو چکی تھی سبحان اللہ!

كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ

مرحومہ نے تین لڑکے۔ تین لڑکیاں جو سارے بوقت تدفین حاضر تھے اور ماشاء اللہ صاحب اولاد اور اپنے اپنے گھروں میں آباد ہیں۔ اپنے پیچھے چھوڑے۔

اکاون سال ازدواجی زندگی گزارنے کے بعد عمر کے اس حصہ میں جبکہ رفیقہ حیات کی موجودگی کی اہمیت زیادہ ہو لازماً خاکسار کو احساس تنہائی درپیش ہے۔ احباب جماعت سے مرحومہ کی مغفرت اور بلندیٔ درجات کی دعا کی درخواست گزارنے کے ساتھ اپنے لئے نیز اولاد کے لئے دعا کا ملتجی ہوں۔ کہ اللہ تعالیٰ ہمارا حامی و ناصر ہو۔ متولی اور متکفل ہو۔ آمین!

وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ

(محمد حسین جیمہ للہ)

اخبار احمدیہ (بقیہ صفحہ اوّل)

ایدہ اللہ نے از راہ شفقت بچہ کا نام "ظفر احمد ناصر" تجویز فرمایا ہے۔ نومولود مکرم چوہدری عبدالحمید ڈوگر آف مغلپورہ کا پوتا اور مکرم چوہدری عبدالعزیز ڈوگر واقف زندگی پنشنر تحریک جدید ربوہ کا نواسہ ہے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ عزیز کو صحت و عافیت کے ساتھ لمبی عمر عطا فرماوے۔ نیک، صالح اور خادم دین ہو۔ (آمین!)

(قاضی محمد یوسف واقف زندگی)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

:- اُذْكُرُوْا مَوْتٰكُمْ بِالْخَيْرِ :-

محترم چوہدری غلام احمد مرحوم

مکرمہ مبارکہ بیگم بہاولپور

میرے پیارے ابا جان مکرم چوہدری غلام احمد صاحب کی وفات کو ایک سال سے زائد عرصہ گزر چکا ہے۔ گو وہ آج ہم میں موجود نہیں لیکن ان کی باتیں اور یادیں ہمارے قلب و ذہن سے محو نہیں ہو سکتیں۔

ابا جان ۱۲ دسمبر ۱۹۳۳ء کو پیدا ہوئے ابتدائی تعلیم قادیان میں حاصل کی اور پاکستان بننے کے بعد میٹرک خانپور ضلع رحیم یار خان سے کیا۔ اس کے بعد نوکری کے سلسلہ میں بہاولپور آگئے اور ۱۹۵۲ء سے وفات تک بہاولپور میں ہی مقیم رہے۔ اس عرصہ میں سرکاری ملازمت کے ساتھ ساتھ سلسلہ احمدیہ کی انتھک خدمت کا بھرپور موقع ملا۔ اس وقت سے آخر وقت تک مختلف جماعتی خدمات سرانجام دیتے رہے۔ آپ دوسروں کے کام آنے والے اور سلسلہ عالیہ کے کاموں کے لئے اپنا سارا سارا وقت قربان کرنے والے تھے۔ آپ ایک طویل عرصہ تک قائد مجلس خدام الاحمدیہ بہاولپور، قائد ضلع بہاولپور۔ جنرل سیکرٹری۔ سیکرٹری مال اور امیر جماعت احمدیہ شہر و ضلع رہے اور وفات تک اسی عہدہ پر فائز رہے۔ آپ نے بڑی بڑی مخالفتوں کے باوجود تادمِ آخر اپنا مکان جماعتی کاموں اور نمازوں کے لئے وقف کئے رکھا۔

حضرت مسیح موعود اور خلافت احمدیہ سے اس قدر عقیدت رکھتے تھے کہ خلیفۂ وقت کے ایک ایک حکم پر جان نثار کرنے کے لئے تیار ہو جاتے تھے۔ شدید بیماری کے دوران بھی اگر حضور ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کا کوئی پیغام آتا تو باوجود منع کرنے کے فوراً بستر چھوڑ دیتے اور اس پیغام کو ضلع بہاولپور کے تمام احمدی احباب تک پہنچانے کا انتظام کرتے اور اپنے ہاتھ سے خطوط لکھ کر دیتے ان لوگوں تک پہنچانے کا انتظام کرتے۔

میری بڑی پھپھو جان نے ایک واقعہ ہمیں سنایا۔ اس سے قبل ابو جان کی زبان سے بھی سن چکی ہوں۔ ابو ابھی چھوٹے ہی تھے کہ کسی غیر از جماعت سے احمدیت کی سچائی پر بحث ہو گئی۔ کافی دیر تک اسے سمجھاتے رہے لیکن اس نے کہا کہ میں تب مرزا صاحب کو سچا مانوں گا اگر تم دعا کرو کہ آج بارش ہو جائے۔ ابو کہتے ہیں کہ اس وقت کم عمر ہونے کی وجہ سے اتنی سمجھ نہ تھی نادانی میں یہ کہہ دیا کہ ہاں آج ضرور بارش ہو گی اور اتنی بارش ہو گی کہ تمہاری حویلی کی دیوار گر جائے گی۔ پھپھو بتاتی ہیں پھر میرے پاس آئے اور کہنے لگے آؤ سب مل کر چھت کے اوپر جا کر نماز پڑھتے ہیں اور بارش کے لئے دعا کرتے ہیں۔ باقی سب نے کہہ دیا چھت پر اتنی دھوپ ہے وہاں کیسے نماز پڑھیں گے پھر اکیلے ہی اوپر چلے گئے اور رو رو کر اتنی دعا مانگی کہ خدائے واحد کی غیرت جوش میں آئی اور وہ خدا جس نے اپنے پیاروں کو کبھی اکیلا نہیں چھوڑا اور ان کی سچائی ثابت کرنے کے لئے نشان دکھاتا ہے۔ اپنے پیارے مسیح موعود کی سچائی کو ثابت کرنے کے لئے بارش کا انتظام کر دیا اور اتنی بارش ہوئی کہ حویلی کی دیوار کے ساتھ ساتھ اس کے ایک کمرے کی چھت بھی گر گئی اور وہ بھاگتا ہوا دادی اماں کے پاس آیا اور کہا غلام احمد سے کہو دعا کرے تا بارش رک جائے۔ میرے سارے کمرے گر جائیں گے۔ اس واقعہ سے آپ کا خدا پر یقین اور دین سے گہرا لگاؤ ظاہر ہوتا ہے اور یہ کہ آپ سلسلہ کیلئے کتنی غیرت رکھتے تھے۔

مجھے جہاں تک یاد پڑتا ہے میں نے اپنی زندگی میں کوئی جلسہ سالانہ، سالانہ اجتماع یا مشاورت نہیں دیکھی جس میں ابو نے شرکت نہ کی ہو۔ اور وہاں کے واقعات حرف بحرف یاد ہوتے اور واپس آکر سب کو سناتے تھے اور زیادہ اہم باتوں کو ہمیشہ نوٹ کر لیا کرتے تھے۔ خود بھی خلافتِ احمدیہ کے عاشق صادق تھے اور ہر فرد کو اس کی قدر کرنے کی تلقین فرمایا کرتے تھے جب اپنی زندگی کے آخری سانس لے رہے تھے تو میرے پیارے چچا جان نے پوچھا بھائی صاحب اپنی اولاد کے لئے کوئی وصیت فرمائیں تو یہی فرمایا:۔

"میں اپنے بچوں کو وصیت کرتا ہوں کہ خلافت احمدیہ سے سچا لگاؤ رکھنا اور ایک خاص تعلق پیدا کرنا۔ جتنی زیادہ سے زیادہ خدمت ہو سکے کریں کیونکہ آج کے زمانہ میں جو خلافتِ احمدیہ سے تعلق توڑے گا وہ تباہ و برباد ہو جائے گا۔"

جب سب بہن بھائیوں نے اس عہد کو نبھانے کا یقین دلایا تو فرمایا جزاکم اللہ

جب حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رح کی وفات ہوئی تو ڈاکٹروں نے مشورہ دیا کہ آپ کی صحت اجازت نہیں دیتی آپ ربوہ نہ جائیں تو آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور کہنے لگے میرا ایمان ہے کہ اگر میں اپنے پیارے آقا کی آخری جھلک دیکھ لوں گا تو میری صحت پہلے سے بہتر ہو جائے گی۔ اور ایسا ہی ہوا واپس آنے کے بعد چیک اپ کرایا تو رزلٹ پہلے سے بہت بہتر تھے۔

دسمبر ۱۹۸۲ء کے جلسہ سالانہ میں بھی شرکت کی اور حضور ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز سے ملاقات کا شرف حاصل کیا لیکن اس کے بعد شدید خواہش کے باوجود ربوہ نہ جا سکے اس دوران جماعت احمدیہ بہاولپور کی حضور ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز سے دوبار ملاقات ہوئی اور بوجہ شدید بیماری اس میں شرکت تو نہ کر سکے البتہ اس کے انتظامات میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھی۔ دوسری ملاقات ۱۴ جون ۱۹۸۳ء کو ہوئی تو کہنے لگے مجھے آخری بار اپنے پیارے آقا سے ملنے کے لئے جانے دیں۔ میں پاس بیٹھی ہوئی تھی۔ میرا دل غم سے پھٹ گیا میں نے کہا ابو جان آپ ٹھیک ہو جائیں تو ہم سب مل کر حضور سے ملاقات کریں گے اور گروپ فوٹو بنوائیں گے۔ لیکن کافی دیر تک روتے رہے اور کہتے رہے کہ تمہیں نہیں معلوم اس کے بعد مجھے موقعہ نہیں ملے گا۔

وفات سے دو تین ماہ قبل خواب دیکھی کہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع تشریف لائے ہیں اور ارشاد فرمایا کہ اپنی وصیت ادا کر دیں۔ چنانچہ اسی وقت سے زمین وغیرہ کا حساب کروا کے وصیت ادا کر کے سرٹیفکیٹ حاصل کیا۔ اور وفات سے چند گھنٹے قبل فرمایا میرا ایک کنال کا پلاٹ ہے اس کی وصیت ادا کرنا ہے وہ ادا کر دیں۔

آپ حد درجہ مہمان نواز تھے۔ جتنے بھی مہمان آجاتے کبھی بھی گھبراہٹ ان کے چہرے سے ظاہر نہ ہوتی اور ان کی ہر ضرورت کا خیال رکھتے تھے بعض اوقات تو آٹھ دس مہمان اکٹھے بھی آجاتے تو مسکراتے ہوئے اندر آتے اور کہتے بیٹی جلدی سے کھانا تیار کرو۔ مہمان آئے ہیں۔ مرکز سے مہمان آتے تو سارا وقت ان کے ساتھ گزارتے۔ بیماری کے دوران بھی جو ملنے آتا بہت ہی پیار سے ملتے تھے۔

بہت ہی منکسر المزاج تھے غریبوں کا بہت زیادہ خیال رکھتے تھے اور کسی غریب کے دکھ یا درد میں برابر کے شریک ہوتے تھے اور کسی کا غم دیکھ نہ سکتے تھے اور نہ بیان کر سکتے تھے آنکھوں میں آنسو آجاتے تھے۔

چھوٹوں سے شفقت اور بڑوں کی بہت عزت کرتے تھے۔ اللہ تعالےٰ نے آپ کو بہادری اولوالعزمی اور خوش مزاجی سے وافر حصہ عطا فرمایا تھا۔ بڑی بڑی آزمائش اور مشکل حالات جماعت بہاولپور پر آئے لیکن ایک لمحہ کے لئے بھی کسی سے خوفزدہ نہیں ہوئے اور یہی فرمایا کرتے تھے زندگی اور موت خدا کے ہاتھ میں ہے میں خدا کے سوا کسی سے نہیں ڈرتا یہی وجہ تھی کہ وفات کے روز اپنے پرائے دوست دشمن سب یہ کہنے پر مجبور تھے کہ اتنا بہادر اور عظیم انسان تھا کہ سوائے خدا کے کسی سے خوف نہیں کھایا۔

اللہ تعالےٰ نے آپ کو بے شمار انتظامی صلاحیتوں سے نوازا تھا جلسہ سالانہ کے موقع پر ایک ماہ قبل ہی پروگرام بنانا شروع کر دیتے تھے اور ہر احمدی کے آرام کا خیال رکھتے تھے۔ آئندہ ہر موقع پر ہمیں ان کی یاد شدت سے آتی رہے گی۔

آپ فروری ۱۹۷۸ء میں امیر ضلع مقرر ہوئے۔ اس وقت سے لے کر آخر دم تک انہوں نے دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کا عہد نہایت احسن طریق سے نبھایا۔ آپ کے دل میں سلسلہ احمدیہ کی خدمت کا جذبہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ ہر وقت جماعت کی ترقی اور فلاح کے لئے سوچتے تھے حتیٰ کہ اپنی بیماری کے آخری لمحات میں بھی جماعتی کاموں کے لئے ہدایات دیتے رہے آپ حقیقی معنوں میں سلسلہ کے فدائی تھے۔

آپ کی امارت کے دور میں تمام تنظیموں نے آپ سے جس قسم کی مدد بھی طلب کی اس کو پورا کرنا اپنا فرض سمجھتے تھے۔ مجھے لجنہ کے کاموں میں جس قسم کی بھی دشواری پیش آتی تھی ابو سے مدد لیا کرتی تھی۔ اس کے ساتھ ہی آپ کی کوششوں سے لجنہ کے ایک وفد نے پہلی مرتبہ ضلع بہاولپور کا دورہ کیا جس میں میں خود بھی شریک تھی ہر دورہ کے بعد آتے ہی ایک ایک بات پوچھتے تھے خواہ رات کتنی دیر ہو جاتی دورہ کے حالات پوچھتے اور مزید ہدایات دیتے تھے۔ اور جماعت کی ترقی پر خوشی کا اظہار فرماتے تھے۔

جماعتی کاموں میں بے دریغ رقم خرچ کرتے اور خوش رہتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ اگر میری جیب میں پیسہ نہ ہو تو مجھے بخار ہو جاتا ہے کیونکہ اگر کوئی ضرورت مند مانگ لے تو میں کیا کروں گا۔ شدید بیماری کے دوران

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ایک نو احمدی دوست ملنے کے لئے آئے۔ انہیں ان کے گھر والوں نے گھر سے نکال دیا تھا انہوں نے بہاول پور سے احمد پور شرقیہ جانا تھا اس کے لئے کرایہ کی ضرورت تھی ابو کی جیب میں اس وقت صرف دس روپے تھے جو ان کے حوالے کر دیئے۔ لیکن ان کے جانے کے بعد بہت دیر تک روتے رہے میں نے وجہ پوچھی تو کہنے لگے آج میری جیب میں زیادہ پیسے ہوتے تو میں انہیں اور رقم دے دیتا۔ کیونکہ ان کے اب ہم ہی تو ماں باپ ہیں۔

اپنی تمام اولاد، بھائی، بہنوں اور رشتہ داروں سے بہت ہی شفقت فرماتے تھے اور تربیت اس رنگ میں کرتے تھے کہ دین ان کے دلوں میں راسخ ہو جائے۔ اور بار بار مرکز بھجوایا کرتے تھے وفات سے چند روز قبل فضل عمر درس القرآن کلاس شروع ہوئی شدید بیماری کے باوجود مجھے کلاس پر بھجوا دیا۔ کیونکہ میں گذشتہ پانچ سال سے کلاس پر جا رہی تھی۔ میرے شوق کو مدنظر رکھتے ہوئے مجھے بھجوا دیا۔ جب میں رخصت ہونے لگی تو آنکھوں میں آنسو آ گئے اور کہنے لگے۔

"میرے آقا سے ملاقات ہو تو میرے پیارے آقا کی خدمت میں میرا سلام پیش کرنا اور دعا کی درخواست کرنا۔"

ابھی کلاس ختم نہ ہونے پائی تھی کہ انہوں نے اپنے آخری سفر کی تیاری شروع کر دی۔ حالت دن بدن خراب ہوتی جا رہی تھی لیکن سب کے کہنے کے باوجود مجھے اطلاع نہ کرنے دیتے تھے یہی کہتے رہے امتحان دے لینے دو پھر فون کر دیں کہ جلد آ جائے لیکن ۲۹ جولائی کو جب حالت بہت زیادہ خراب ہو گئی تو چچا جان نے مجھے اطلاع دے دی اور وفات سے دو روز قبل میں اپنے پیارے اور شفیق باپ کے پاس پہنچ گئی۔ باقی دو روز مجھے اپنے پاس بٹھائے رکھا اور حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ملاقات کے واقعات پوچھے اور کلاس کے بارے میں دریافت فرمایا اور کہنے لگے بیٹی میں نے بہت کوشش کی کہ تمہارا امتحان ہو جائے لیکن آج میں بہت مجبور ہو گیا تھا میں تمہیں ایک بار دیکھنا چاہتا تھا۔

دعا پر بے حد یقین رکھتے تھے۔ بیماری کے دوران خود بھی حضور کو دعا کے لئے لکھتے رہے ہمیں بھی تلقین کرتے رہے اور وفات سے چند لمحے قبل دادا جان سے کہہ کر اجتماعی دعا بھی کروائی اور بار بار دعا کرو دعا کرو کے الفاظ زبان پر آتے رہے اور نماز پڑھنے کی تلقین کرتے رہے۔ اور سب بچوں سے کہا رونا نہیں۔ صبر سے کام لینا ہے بس دعا ہی سب سے بڑا ہتھیار ہے۔

اور اس طرح میرے بہت ہی پیارے ابو ایک لمبی اور صبر آزما بیماری کے بعد یکم اگست ۱۹۸۳ء کو ۴۹ سال کی عمر میں بہت ہی پیاری پیاری نصیحتیں کرنے کے بعد اپنے پیارے مولیٰ سے جا ملے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

خدا تعالیٰ میرے والد صاحب کے درجات بلند فرمائے اور جنت میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ اور ہمیں ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ اَللّٰھُمَّ آمین۔

ہو فضل تیرا یارب یا کوئی ابتلا ہو
راضی ہیں ہم اسی میں جس میں تری رضا ہو۔

(بقیہ اداریہ صفحہ ۲)

برتری کا معیار تقویٰ ہی ہونا چاہیئے نہ کہ دنیوی وجاہت یا اور کوئی مادی تفوق۔ اسی لئے سیدنا حضرت اقدس نے قرآن مجید کی آیت اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا:۔

(۱) "حقیقت میں تقویٰ ہی ایک ایسی چیز ہے جس سے انسان کا اکرام ہوتا ہے۔" (الحکم ۱۷ ستمبر ۱۹۰۲ء)

(۲) "حقیقی مکرمت اور عظمت کا باعث صرف تقویٰ ہے۔"

(رپورٹ جلسہ سالانہ ۱۸۹۷ء)

سیدنا حضرت اقدس کے ان ارشادات سے تقویٰ کی بنیادی اہمیت اور مرکزی حیثیت ظاہر و باہر ہے۔ اگر تقویٰ نہیں تو ایمان، اعمال حسنہ اور قربانیاں نتیجہ خیز ثابت نہیں ہو سکتیں۔ ہر وہ شخص جو اپنے دین اور دنیا کو سنوارنا چاہتا ہے اور دینی و دنیوی لحاظ سے سرخرو ہونا چاہتا ہے اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے آپ کو تقویٰ سے مزین کرے اور صحیح معنوں میں متقی بنے۔

قولِ سدید پر عمل

سیدنا حضرت مصلح موعود قولِ سدید پر عمل کے بارہ میں تحریر فرماتے ہیں:۔

"وہ لوگ جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا غلط نقشہ اپنے دلوں میں نہیں جمایا ہوا تھا۔ انہوں نے جب آپ کو دیکھا۔ تو ان کی آنکھیں کھل گئیں۔ اور بے اختیار سُبْحَانَ اللّٰہ پکار اٹھے۔ مگر نقشہ بنانے والے محروم ہی رہے۔ تو کسی چیز کا غلط نقشہ سمجھ لینا بڑی خرابی پیدا کرتا ہے۔ مرد و عورت کے تعلقات میں جو بیرونی اسباب اختلاف پیدا ہو جاتے ہیں۔ ان میں سے ایک جھوٹ بھی ہے۔ اس کے متعلق خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ قولوا قولاً سدیداً (سورہ الاحزاب) پکی اور سچی بات کہنی چاہیئے۔ کبھی کوئی بات ایسی نہ کہو۔ جو فساد کا موجب ہو۔ اگر اس بات کو مدنظر رکھا جائے تو شادی بیاہ کے متعلق نصف لڑائیاں اسی سے رک جائیں۔"

(خطباتِ محمود جلد سوم۔ خطبات النکاح صفحہ ۱۶) (مرسلہ نظارت اصلاح وارشاد)

اہم خبروں کا خلاصہ

: ۲۵ اکتوبر ۱۹۸۴ء :

- صدر پاکستان جنرل محمد ضیاء الحق مختصر دورے پر آج صبح لاہور پہنچے ہوائی اڈے پر گورنر پنجاب لیفٹیننٹ جنرل غلام جیلانی نے ان کا استقبال کیا۔ صدر پنجاب کونسل کے اجلاس سے خطاب کریں گے۔
- ہالینڈ کے ترقی اور تعاون کے امور کے وزیر اتوار کو اسلام آباد پہنچیں گے وہ پاکستان کے خزانہ منصوبہ بندی اور ترقی کے وفاقی وزراء سے ملاقات کریں گے۔ وہ چاروں صوبائی دارالحکومتوں میں بھی جائیں گے۔
- سندھ میں یتیم خانوں کی حالت بہتر بنانے کے لئے ایک ۱۲ رکنی بورڈ بنایا گیا ہے۔ سندھ کے فلاح و بہبود کے وزیر اس بورڈ کے صدر ہوں گے۔
- سرکاری ذریعوں نے بتایا ہے کہ کراچی میں سعودی عرب ۵ ملین سعودی ریال کی سرمایہ کاری کرے گا اس کے تحت انجینئرنگ اور کمپیوٹر کے پلانٹ لگائے جائیں گے۔ برطانیہ کی ایک فرم پاکستان میں کمپیوٹر کا پلانٹ لگانے کے لئے تعاون کی خواہشمند ہے۔
- امریکہ کی امور خارجہ کمیٹی کے چیئرمین نے صدر ریگن سے مطالبہ کیا ہے کہ سیاہ فاموں کی بستیوں پر حملے کے احتجاج میں جنوبی افریقہ کو امریکی بنکوں کے ذریعہ قرضے دینے پر پابندی عائد کی جائے۔ انہوں نے کہا ہے کہ یہ حملے انسانی حقوق کی سنگین خلاف ورزیاں ہیں جس سے نسلی کشیدگی میں بہت اضافہ ہو گیا ہے۔
- شام نے اعلان کیا ہے کہ وہ لبنان کے جنوبی علاقوں سے اسرائیلی فوجیں واپس بلانے کے مسئلے پر اسرائیل سے کسی قسم کی بات چیت نہیں کرے گا۔ دمشق ریڈیو نے ایک نشریئے میں بتایا ہے کہ یہ لبنان کا اپنا معاملہ ہے۔ شام اس کی طرف سے کوئی بات چیت نہیں کرے گا۔ یہ بات اسرائیلی وزیر دفاع کے اس بیان پر تبصرہ کرتے ہوئے کی گئی ہے کہ لبنان سے فوجیں واپس بلانے کے سوال پر شام اسرائیل سے بات چیت کرے گا۔
- جزیرہ مالدیپ کے صدر مامون عبدالقیوم چین کے دورے پر بیجنگ پہنچے تو عوامی جمہوریہ چین کے صدر نے عوامی ہال کے باہر ان کا استقبال کیا۔ (ر۔پ)

اعلانِ نکاح

عزیزم چوہدری مبشر احمد ابن چوہدری عبدالحمید آف مراڑہ ضلع سیالکوٹ کا نکاح عزیزی امۃ الحی بنت مکرم خلیفہ عبدالوکیل صاحب حال مقیم کینیڈا کے ساتھ ۱۷ فروری ۱۹۸۴ء کو مکرم منیر الدین صاحب شمس نے مشن ہاؤس ٹورانٹو (کینیڈا) میں نماز جمعہ کے بعد مبلغ دس ہزار ڈالر حق مہر پر پڑھا۔

احباب جماعت کی خدمت میں درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو ہر دو خاندانوں کے لئے بابرکت فرمائے اور اپنی رحمتوں اور فضلوں سے نوازے۔ آمین!

(چوہدری عبدالحمید آف مراڑہ حال بہادر نگر ضلع اوکاڑہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اگر ہم اپنی جانی اور مالی قربانیوں کے ذریعہ اخلاص اور فدائیت کا نمونہ پیش کریں

تو اللہ یقیناً ہماری مدد کرے گا اور ایک پیارے بچے کی طرح اپنی گود میں اٹھا لے گا

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی سورۃ عنکبوت کی آیت ۷۰ کی تفسیر میں رقم فرماتے ہیں:-

" وَاِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِيْنَ ۝ فرما کر اللہ تعالیٰ نے ان تمام ابتلاؤں اور آفات کی طرف اشارہ فرما دیا جس کا اس سورۃ کے شروع میں ذکر چلا آرہا ہے۔ اور بتایا کہ تم پھونکوں سے ہنڈیا نہیں پکا سکتے۔ تم خلال سے پہاڑ نہیں کھود سکتے۔ تم تنکے پر بیٹھ کر دریا پار نہیں کر سکتے۔ تم اگر اللہ تعالیٰ کی محبت حاصل کرنا چاہتے ہو تو تمہیں ہر قسم کے امتحانوں میں ثابت قدم رہنا پڑے گا اور قربانیوں کی آگ میں متواتر اپنے آپ کو جھونکنا پڑے گا۔ اگر ایسا کرو گے تو اللہ تعالیٰ تمہیں ہر میدان میں کامیابی عطا فرمائے گا اور وہ تمہارے لئے ایسی غیرت دکھائیگا کہ کوئی ماں اپنے بچے کے لئے بھی ایسی غیرت نہیں دکھا سکتی۔ ضرورت صرف اس امر کی ہے کہ تم خدا تعالیٰ پر سچا ایمان رکھو اور اس کے دین کی خاطر کسی قسم کی قربانی سے دریغ نہ کرو۔

محسن کے معنے عربی زبان میں اس شخص کے ہوتے ہیں جو حکم کو اس کی تمام شرائط کے ساتھ پورا کرے۔ پس اِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِيْنَ کہہ کر اللہ تعالیٰ نے اس امر کی طرف توجہ دلائی ہے کہ جو لوگ اس پہلی بات پر پوری طرح عمل کریں گے جو ہم نے کہی ہے یعنی وہ پوری طرح جہاد کریں گے اور ہماری رضا کے حصول کی کوشش کریں گے ہم ان کے ساتھ ہوں گے۔ اور ہر میدان میں ان کو کامیابی بخشیں گے .....

اگر ہم اس کی بیان کردہ شرائط کو پورا کریں اور ابتلاؤں کے طوفانوں میں ایمان کا دامن اپنے ہاتھ سے نہ چھوڑیں اور اپنی جانی اور مالی قربانیوں کے ذریعہ اخلاص اور فدائیت کا نمونہ پیش کریں تو اللہ یقیناً ہماری مدد کے لئے آسمان سے اترے گا اور وہ ہمیں ایک پیارے بچے کی طرح اپنی گود میں اٹھا لے گا۔"

(تفسیر کبیر جلد ۵ جزء ۳ صفحہ ۳۸۹، ۳۹۰)

الفضل کی اشاعت میں اضافہ کے لیے حضور ایدہ اللہ کا ارشاد

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جلسہ سالانہ ۱۹۸۲ء کے موقع پر فرمایا:-

" الفضل بہت کم چھپ رہا ہے۔ الفضل کو اپنی اشاعت بڑھانے کی طرف توجہ کرنی چاہیئے۔ اتنی بڑی جماعت کے لئے تو چار ہزار کوئی حیثیت ہی نہیں رکھتا۔ یہ اخبار ساری دنیا میں جانا چاہیئے۔ دنیا میں جو پاکستانی اردو دان ہیں ان کو یہ اخبار خواہ مہینے کے بعد بھی ملے تب بھی اس کی حیثیت ایک عام اخبار کی حیثیت سے ہی نہیں۔ یہ اس نوعیت کا اخبار ہے کہ مہینے کے بعد بھی نظر کے سامنے آئے تو اچھا لگتا ہے۔ اور پھر سلسلہ کے ساتھ رابطہ قائم رکھنے میں یہ بڑا اہم کردار ادا کر رہا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس کی اشاعت آسانی کے ساتھ دس ہزار تک پہنچائی جا سکتی ہے"

تقریر جلسہ سالانہ ۱۹۸۲ء

(بحوالہ الفضل ۲۱ مئی ۱۹۸۳ء)

دعائیہ فہرست مجالس انصار اللہ

ہر سال مرکزی سالانہ اجتماع کے دوسرے روز تک سو فیصد بجٹ ادا کرنے والی مجالس کی فہرست بغرض دعا حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں پیش کی جاتی رہی ہے۔ امسال چونکہ ابھی تک اجتماع کے انعقاد کی اجازت نہیں ملی اس لئے جو مجالس سالانہ اجتماع پر ادائیگی کیا کرتی ہیں ان کی سہولت کے لئے ۱۵ نومبر تک تاریخ بڑھا دی گئی ہے جو مجالس ۱۵ نومبر ۱۹۸۳ء تک اپنے بجٹ سو فیصد ادا کر دیں گی ان کی مجالس کے نام بغرض دعا انشاء اللہ تعالیٰ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں پیش کئے جائیں گے۔ تمام زعماء صاحبان اپنی اپنی مجلس کو اس دعائیہ فہرست میں شامل کرنے کی بھرپور سعی فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ حامی و ناصر ہو آمین!

(قائد مال مجلس انصار اللہ مرکزیہ ربوہ)

- دعائے مغفرت -

میرے والد مکرم ڈاکٹر قریشی محمد عبداللہ صاحب تقریباً ۳ ماہ بے ہوش رہنے کے بعد مورخہ ۳ اکتوبر کو بتقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔ والد مرحوم حضرت خلیفۃ المسیح الاول کے بھائی کے پوتے تھے اور نہایت شریف اور پرہیزگار انسان تھے۔ آپ نے اپنی یادگار ایک بیوہ کے علاوہ ایک بیٹا اور دو بیٹیاں چھوڑی ہیں۔

احباب جماعت سے درخواست ہے کہ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ والد مرحوم کو جنت الفردوس میں اعلیٰ درجات سے نوازے اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔ اس کے علاوہ ہم ان تمام احباب کے شکر گزار ہیں جنہوں نے وقتاً فوقتاً ہمارے پاس تشریف لا کر ہمارے مغموم دلوں کی ڈھارس بندھائی۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو جزائے خیر دے آمین

(ڈاکٹر طاہر احمد قریشی A-27 آصف اسکوئر، نزد سہراب گوٹھ سپر ہائی وے کراچی۔

درخواست ہائے دعا

● خاکسار کے ابا جان محترم ملک عبدالمالک خان صاحب سابق صدر حلقہ سول لائن معرفہ میں السر کی وجہ سے انڈیانا (امریکہ) میں ہسپتال میں داخل ہیں تکلیف زیادہ ہے۔ سلسلہ کے بہت مخلص اور پرانے خادم ہیں۔ احباب جماعت و بزرگان سلسلہ سے خاص دعا کی درخواست ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو شفائے کاملہ عطا فرمائے۔

(عبدالرب خان۔ ۳۴ عبدالکریم روڈ لاہور)

● دفتر لجنہ ربوہ کی کارکن محترمہ زکیہ صاحبہ بلڈ پریشر کم ہو جانے کی وجہ سے بیمار ہو گئی ہیں۔ ان کی بھابھی صاحبہ بھی بیمار ہیں۔ نیز ان کی والدہ صاحبہ کی صحت بھی اچھی نہیں رہتی۔ محترمہ زکیہ صاحبہ لجنہ ربوہ کی ایک انتھک اور مخلص کارکن ہیں ان کی کامل صحتیابی اور پریشانیاں دور ہونے کے لئے خصوصی دعاؤں کی درخواست ہے۔

● خاکسار کو کچھ پریشانیاں درپیش ہیں جملہ پریشانیوں نیز ہر شر سے محفوظ رہنے کے لئے احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے۔ (ایم لطیف تاج۔ کراچی)

● میرے والد محترم ملک غلام علی کھوکھر آف گوجرانوالہ جو کہ بعارضہ پیشاب بیمار ہیں۔ ان کا آپریشن امتیاز سرجیکل کلینک لاہور میں ہو رہا ہے۔ بزرگان سلسلہ اور احباب جماعت سے عاجزانہ درخواست دعا ہے کہ آپریشن کامیاب ہو اور اللہ تعالیٰ انہیں جلد شفا دے آمین!! (رشید احمد کھوکھر گوجرانوالہ)

● خاکسار کے تایا مثانہ میں غدود کی وجہ اور بندش پیشاب کی وجہ سے بیمار چلے آرہے ہیں۔ صحت کی کمزوری کی وجہ سے ابھی تک آپریشن نہیں ہو سکا۔ دیگر ذرائع سے علاج جاری ہے۔ کامل شفایابی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

(کریم الدین طاہر معلم وقف جدید چک ۱۰۔ ۵/۳ تحصیل شورکوٹ (جھنگ)

دوکان کرایہ کیلئے خالی ہے
باجوہ مارکیٹ گول بازار میں ایک دوکان خالی ہے۔ بارونق مارکیٹ میں کام کرنے والوں کے لئے بہترین موقع ہے۔
رابطہ کے لئے:
باجوہ کلاتھ سٹورز
فون: 568

ہر قسم کی جائیداد کی خرید و فروخت کے لیے آپ کا قابل اعتماد ادارہ
مومن اسٹیٹس پراپرٹی ڈیلر
گولبازار ربوہ فون دکان ۵۱۷ رہائش ۵۷۱